❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو نصائح

(از ملفوظات جلد اوّل ایڈیشن 1984ء)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات:12)

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افاضات اور فرمودات پر مشتمل ملفوظات پر دس جلدیں زیر مطالعہ رہتی ہیں۔ اِن سے اپنی ذاتی اصلاح اور احباب جماعت کی تعلیم و تربیت اور اصلاحِ احوال کے لئے بہت قیمتی نصائح مل جاتی ہیں۔ اِن کو پڑھ کر خیال گزرا کہ کیوں نہ آپؑ کی اہم اور مفید نصائح کو افادہِ عام کے لئے تقاریر کی صورت میں جمع کر دیا جائے۔ سو آج ملفوظات جلد اوّل ایڈیشن 1984ء سے چند اہم اور قیمتی نصائح قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ یہ اس سلسلہ کی تقریر نمبر2 ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نماز تہجد کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تہجد میں خاص کر اُٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو۔ درمیانی نمازوں میں بہ باعث ملازمت کے ابتلا آ جاتا ہے۔ رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ نماز اپنے وقت پر ادا کرنی چاہیے۔ ظہر و عصر کبھی کبھی جمع ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ضعیف لوگ ہوں گے۔ اس لئے یہ گنجائش رکھ دی۔ مگر یہ گنجائش تین نمازوں کے جمع کرنے میں نہیں ہو سکتی۔ جبکہ ملازمت میں اور دوسرے کئی امور میں لوگ سزا پاتے ہیں (اور موردِ عتاب حکام ہوتے ہیں) تو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیف اُٹھاویں تو کیا خوب ہے“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 6)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے خدا ملتا ہے۔ اِس حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے حضورؑ نے فرمایا:

”مَیں یہ بھی تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اَوراد کے ذریعہ سے اِن کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یا خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا۔ وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر منعم علیہم کی راہ کا سچّا تجربہ کار اَور کون ہو سکتا ہے جن پر نبوّت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپؐ نے جو راہ اختیار کی وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنی ہی خوش کن معلوم ہوتی ہو۔ میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچّی اتباع سے خدا ملتا ہے اور آپؐ کی اتباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے۔ گوہرِ مقصود اُس کے ہاتھ نہیں آ سکتا۔ چنانچہ سعدی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت بدیں الفاظ بتاتا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
و لیکن میفزائے بر مصطفٰی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ کو ہرگز نہ چھوڑو۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے وظیفے لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں۔ اُلٹے سیدھے لٹکتے ہیں اور جوگیوں کی طرح راہبانہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ سب بے فائدہ ہیں۔ انبیاءؑ کی یہ سنّت نہیں کہ وہ اُلٹے سیدھے لٹکتے رہیں یا نفی اثبات کے ذکر کریں اور ارّہ کے ذکر کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اُسوۂ حسنہ فرمایا۔ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو اور ایک ذرّہ بھر بھی اِدھر یا اُدھر ہونے کی کوشش نہ کرو۔ غرض مُنعم علیہم میں جو کمالات ہیں اور صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔ ان کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سِلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تاکہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 355-356)

سامعین! آپؑ نے 1897ء کے آواخر پر احباب جماعت کو بعض نصائح فرمائیں جو یوں ہیں:

"ہم نے جو مخالفین پر بعض جگہ سختی کی ہے وہ اُن کے تکبّر کو دُور کرنے کے واسطے ہے۔ وہ سخت باتوں کا جواب نہیں۔ بلکہ علاج کے طور پر کڑوی دوائی ہے۔ اَلْحَقُّ مُرٌّ۔ لیکن ہر شخص کے واسطے جائز نہیں کہ وہ ایسی تحریر کو استعمال کرے جماعت کو احتیاط چاہیے۔ ہر ایک شخص اپنے دل کو پہلے ٹٹول کر دیکھ لے کہ صرف ضدّ اور دشمنی کے طور پر ایسے لفظ لکھ رہا ہے یا کسی نیک نیّت پر یہ کام مبنی ہے۔ فرمایا۔ مخالفین کے ساتھ دشمنی سے پیش نہیں آنا چاہیے۔ بلکہ زیادہ تر دُعا سے کام لینا چاہیے اور دیگر وسائل سے کوشش کرنی چاہیے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 8)

1897ء کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"مَیں ہرگز اپنے آپ کو مولوی نہیں کہتا اور نہ مَیں راضی ہوں کہ کبھی کوئی مجھے مولوی کہے۔ بلکہ مجھے تو اس لفظ سے ایسا رنج ہوتا ہے جیسا کہ کسی نے گالی دے دی۔ فرمایا۔ لوگ تمہیں دُکھ دیں گے اور ہر طرح سے تکلیف پہنچائیں گے۔ مگر ہماری جماعت کے لوگ جوش نہ دکھائیں۔ جوشِ نفس سے دل دُکھانے والے الفاظ استعمال نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ پسند نہیں ہوتے۔ ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 8-9)

جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ کسی پر ظُلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا مَیلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نِکلی ہے۔ یہ مقام بہت نازک ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 9)

ایک دعا۔ فرمایا

"ہماری جماعت ہر نماز کی آخری رکعت میں بعد رکوع مندرجہ ذیل دُعا بکثرت پڑھے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 9)

سامعین! ہر فرد جماعت اس امر کا جائزہ لے کہ اُس کے اندر تقویٰ ہے یا نہیں۔ فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے ہیں۔ وہ ضائع کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے۔ اُن کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی اُن کی نشوونما ہے۔ اِسی لئے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کرایا۔ جیسے فرمایا۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور ایسے ہی یہاں بھی فرمایا۔ متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں۔ ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے۔ پھر اُسے

کھڑا کرتے ہیں۔ خُدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطراتِ نفس بلا سوچے گُذشتہ اور موجُودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جارہی ہے اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔ پس یہی وہ لوگ فلاح یاب ہیں جو منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں گے اور راہ کے خطرات سے نجات پا چکے ہیں۔ اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی۔ جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔ سو ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ اُن میں تقویٰ ہے یا نہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 35)

سامعین! اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دُعا پڑھنے کی طرف آپ علیہ السلام نے یوں توجہ دلائی۔ فرمایا۔

"سو دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے۔ کیونکہ تذلّل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچّہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ۔ تو گھبراؤ نہیں۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دُعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 45)

پھر خدا کی رضا کے مطابق قول و فعل بنانے کے متعلق فرمایا:

"راتوں کو اُٹھو اور دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپؐ نے اُن کے لئے دُعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اِس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے، اُسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو۔ تہجد میں اُٹھو، دُعا کرو۔ دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خُدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فِعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو وِرد بنائے گا اور عملی طور پر سے دُعا کرے گا اور عملی طور پر التجاء خدا کے سامنے لائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا اور اس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔ خدا تعالیٰ سے نا امیّد مَت ہو۔

بر کریماں کار ہا دشوار نیست

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو کیا کوئی ولی بننا ہے؟ افسوس! انہوں نے کچھ قدر نہ کی۔ بے شک اِنسان نے (خدا کا) ولی بننا ہے۔ اگر وہ صراط مستقیم پر چلے گا۔ تو خُدا بھی اس کی طرف چلے گا اور پھر ایک جگہ پر اس کی ملاقات ہوگی۔ اُس کی اُس طرف حرکت خواہ آہستہ ہوگی لیکن اُس کے مقابل خدا تعالیٰ کی حرکت بہت جلد ہوگی۔ چنانچہ یہ آیت اِسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سو جو باتیں مَیں نے آج وصیت کی ہیں۔ اِن کو یاد رکھو کہ ان ہی پر مدارِ نجات ہے۔ تمہارے معاملات خدا اور خلق کے ساتھ ایسے ہونے چاہئیں جن میں رضا الٰہی مطلق ہی ہو۔ پس اس سے تم نے وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ کے مصداق بننا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 45-46)

مومن کی فراست اور سچی دانش سے بچنے کے حوالہ سے عقل سے کام لینے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رُجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نُورِ الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش جیسا مَیں نے ابھی کہا۔ کبھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔ اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو۔ سوچو، تدبّر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور اُدھر عقلِ سلیم سے کام لوگے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ پھر اِن دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی۔ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:192) تمہارے دل سے نکلے گا۔ اُس وقت سمجھ میں آجائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں۔ بلکہ صانع حقیقی کی حقّانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تاکہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں، ظاہر ہوں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 66)

اپنی جماعت کو الہام کی روشنی سے منور ہو کر عقل پر غالب آنے کی نصیحت۔ فرمایا:

”خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو صرف عقل ہی کے عطیہ سے مشرف نہیں فرمایا بلکہ الہام کی روشنی اور نُور بھی اس کے ساتھ مرحمت فرمایا ہے۔ اُن کو اُن راہوں پر نہیں چلنا چاہیے جن پر خشک منطقی اور فلاسفر چلانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لسانی قوّت غالب ہوتی ہے اور روحانی قویٰ بہت ضعیف ہوتے ہیں۔ دیکھو! قرآن شریف میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی تعریف میں اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ فرماتا ہے۔ کہیں اولی الالسنہ نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کو وہی لوگ پسند ہیں جو بصر اور بصیرت سے خدا کے کام اور کلام کو دیکھتے ہیں اور پھر اُس پر عمل کرتے ہیں اور یہ ساری باتیں بجُز تزکیہ نفس اور تطہیر قوائے باطنیہ کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتیں۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 66-67)

پھر فرمایا:

”میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو۔ اِن باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لو۔ تاکہ سچّی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظُلمت سے نُور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ اِن علوم کی ماہیّت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تاکہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جائے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 68)

سامعین! عقل اور آسمان سے رہنمائی کے حوالہ سے پھر حضورؑ فرماتے ہیں:

”ذرا سوچو اور سمجھو۔ خدا کے واسطے عقل سے کام لو اور اس لئے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو۔ راستباز اور متقی بنو۔ پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نُور لاتی ہے۔ لیکن وُہ جوہرِ قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس پاک سِلسلہ کا قانون وہی قانون ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے لیکن کوئی جگہ اُس بارش سے گُلزار ہوتی ہے اور کہیں کانٹے اور جھاڑیاں ہی اُگتی ہیں اور کہیں وہی قطرہ بارش سمندر کی تہہ میں جاکر ایک گوہرِ شاہوار بنتا ہے۔ بقول کسے۔

در باغ لالہ روید در شورہ بُوم خس“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 72)

فلاح دارین کے حصول کے تین طریق آپؑ نے یوں بیان فرمائے:

”اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلامِ الٰہی کی ہدایت پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

پس پہلے دل پَیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل وقال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبّر، غرور، بدکاریوں سے بچو۔ مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں۔ ان کا اندازہ اس سے کر لو کہ اُن باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 67)

سامعین! آخر پر اخلاقی ترقی کے حوالہ سے نصیحت سُنا کر مَیں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کو مُناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں۔ کیونکہ الاستقامت فوق الکرامت مشہور ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے۔ تو حتی الوسع اُس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدّد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔ انسان میں نفس بھی ہے اور اُس کی تین قسم ہیں۔ لوّامہ، مطمئنہ۔ امّارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوشوں کو سنبھال نہیں سکتا۔ اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے۔ مگر حالت لوّامہ میں سنبھال لیتا ہے۔ مجھے ایک حکایت یاد

آئی جو سعدی نے بوستان میں لکھی ہے۔ کہ ایک بُزرگ کو کُتّے نے کاٹا۔ گھر آیا۔ تو گھر والوں نے دیکھا کہ اُسے کُتّے نے کاٹ کھایا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی۔ آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اُس نے جواب دیا۔ بیٹی! اِنسان سے کُتّپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہیئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کُتّپن کی مِثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقربوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بُری طرح سَتایا گیا۔ مگر اُن کو اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ کا ہی خطاب ہوا۔ خود اُس اِنسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بُری طرح تکلفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں کی گئیں۔ مگر اس خلقِ مجسّم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ اُن کے لئے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کرلیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عِزّت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اُس پر حملہ نہ کرسکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کے مخالف آپ کی عِزّت پر حَرف نہ لاسکے اور خود ہی ذلیل وخوار ہوکر آپ کے قدموں پر گِرے یا سامنے سے تباہ ہوئے۔ غرض یہ صفت لوّامہ کی ہے۔ جو انسان کشمکش میں بھی اِصلاح کرلیتا ہے۔ روزمرّہ کی بات ہے۔ اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے۔ جس قدر اس سے اعراض کروگے۔ اسی قدر عزّت بچالوگے اور جس قدر اس سے مُٹھ بھیڑ اور مقابلہ کروگے تباہ ہو جاؤگے اور ذلّت خرید لوگے۔ نفس مطمئنّہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حَسنات اور خیرات ہوجاتا ہے۔ وُہ دُنیا اور مَاسِوی اللہ سے بکلّی انقطاع کرلیتا ہے۔ وُہ دُنیا میں چلتا پھرتا اور دُنیا والوں سے ملتا جُلتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وُہ یہاں نہیں ہوتا۔ جہاں وُہ ہوتا ہے۔ وُہ دُنیا اَور ہی ہوتی ہے۔ وہاں کا آسمان اور زمین اَور ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 102-103)

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اِن نصائح پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡